

معیشت میں معتدل بحالی کی علامات دیکھنے میں آرہی ہیں، اسٹیٹ بینک کی دوسری سہ ماہی رپورٹ

مالی سال 12ء کا نصف حصہ گزرنے کے بعد معیشت میں معتدل بحالی کی علامات دیکھنے میں آرہی ہیں۔ ابتدائی اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ اجناس کے پیداواری شعبے خصوصاً زراعت کی کارکردگی توقع سے بہتر ہے۔ خدمات کے شعبے کو بھی خردہ تجارتی سرگرمیوں، مال برداری میں تیزی اور بینکاری شعبے کی نفع یابی میں اضافے سے فائدہ پہنچے گا۔ یہ بات معاشی صورتحال کے بارے میں اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی دوسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 2011-12 میں کہی گئی ہے جو آج جاری کی گئی۔

رپورٹ جس میں جولائی تا دسمبر مالی سال 12ء کی مدت کا احاطہ کیا گیا ہے، کے مطابق اہم غذائی ایشیا کی وافر مقدار میں دستیابی اور سیلاب کی وجہ سے رسد میں توقع سے کم تعطل نے زیر جائزہ مدت کے دوران گرانی کے دباؤ کو کم رکھنے میں اہم کردار ادا کیا۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اس مثبت پیش رفت کے باوجود معاشی استحکام کو لاحق خطرات بڑھ گئے ہیں۔ خاص طور پر بیرونی شعبے کی صورتحال توقع سے زیادہ تیزی کے ساتھ گڑھی اور مالی اور سرمایہ جاتی رقوم کی آمد میں کمی اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر اور پاکستانی روپے پر دباؤ بڑھانے کا باعث بنی۔ اس کے ساتھ ساتھ اسٹیٹ بینک سے حکومت کی قرض گیری نے سیالیت کے انتظام کو مشکل بنا دیا۔ توانائی کی قلت پیداواری سرگرمیوں خصوصاً صنعتی شعبے کی سرگرمیوں کو محدود کر رہی ہے۔

رپورٹ کے مطابق مالی سال 12ء کی پہلی ششماہی کے دوران ہونے والی پیش رفت سے نشاندہی ہوتی ہے کہ معاشی استحکام کو بیرونی شعبے اور مالیاتی امور کی کمزوریوں سے خطرات لاحق ہیں۔ جہاں تک حقیقی شعبے کا تعلق ہے اس میں دسمبر 2011ء میں اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ کی اشاعت کے بعد سے کچھ بہتری آئی ہے۔ اب بھی توقع ہے کہ معیشت کی شرح نمو 3 سے 4 فیصد رہے گی۔ (رسدی عوامل (غذائی) کی سازگار صورتحال کے باعث گرانی کے امکانات میں کچھ بہتری دیکھنے میں آئی ہے۔ توقع ہے کہ گرانی مالی سال 12ء کے دوران 11 تا 12 فیصد کی حد میں رہے گی۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ مالی سال 12ء کی پہلی ششماہی کے دوران پست مالیاتی خسارے کے باوجود توقع ہے کہ پورے سال میں مجموعی مالیاتی خسارے کو اس کے نظر ثانی شدہ ہدف جی ڈی پی کے 4.7 فیصد تک محدود رکھنا دشوار ہوگا۔ گذشتہ برسوں کے سہ ماہی اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ سال کی دوسرے ششماہی میں خسارہ قدرے بلند سطح پر رہتا ہے۔ مالیاتی خسارے کے نظر ثانی شدہ ہدف کے حصول کا انحصار ان رقوم کے ملنے پر ہے: (1) صوبائی حکومتوں کے تخمین شدہ فاضل، جن کے توقع سے کم رہنے کا امکان ہے (2) غیر ٹیکس حاصل جن کا انحصار اتحادی سپورٹ فنڈ پر ہے اور تھری جی لائسنسوں کی نیلامی سے ملنے والی رقوم اور (3) اخراجات پر سخت کنٹرول۔

رپورٹ کے مطابق خسارے کی مالکاری کا بوجھ بینکاری نظام خصوصاً کمرشل بینکوں پر پڑے گا۔ نجی شعبے کے لیے قرضوں کی رسد میں کمی کے متعلق بڑھتے ہوئے خدشات کے علاوہ اسٹیٹ بینک کی حکومت سے دوبارہ قرض گیری سے معیشت میں گرانی کی توقعات پیدا ہوتی ہیں۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ بیرونی شعبے میں جاری کھاتے کا خسارہ جی ڈی پی کے 1.5 تا 2.5 فیصد رہنے کی توقع ہے اور اس پیش گوئی میں اضافے کی طرف جھکاؤ ہے۔ مالی و سرمایہ جاتی رقوم کی آمد میں کمی کو مد نظر رکھتے ہوئے اس معتدل بحالی کے خسارے کو پورا کرنا دشوار ہو سکتا ہے۔ منڈی کے شرکاء کی تشویش بڑھ رہی ہے کہ آیا بازار مبادلہ میں استحکام لانے کے لیے متوقع بیرونی رقوم بروقت مل سکیں گی۔ اس کے ساتھ ساتھ مالی سال 12ء کی دوسری ششماہی میں آئی ایم ایف کے قرضوں کی مرحلہ وار واپسی (1.1 ارب ڈالر) شروع ہو جائے گی جس سے اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی ہو سکتی ہے۔

رپورٹ کے مطابق اجناس کے پیداواری شعبوں میں امکان ہے کہ تریف کی فضلیں مالی سال 12ء کی نمو کے اہداف حاصل کر لیں گی۔ چھوٹی فصلوں کی پیداوار میں اضافے اور اہم غذائی ایشیا کے وافر ذخیرے سے مالی سال 12ء کی پہلی ششماہی کے دوران گرانی کے دباؤ کو کم کرنے میں مدد ملی۔ صارف اشاریہ قیمت گرانی کو دسمبر 2011ء میں ایک ہندی سطح (9.7 فیصد) تک لانے میں اس عامل نے اہم کردار ادا کیا تھا۔ یہ سطح اکتوبر 2009ء کے بعد سے پہلی بار دیکھنے میں آئی ہے۔ تاہم عمومی گرانی میں کمی کے رجحان کا تسلسل برقرار نہیں رہے گا۔ قوزی گرانی (غیر غذائی غیر توانائی) میں کمی کے آثار نہیں ہیں اور صارف اشاریہ قیمت باسکٹ میں شامل نصف اجناس میں ابھی تک دو ہندی گرانی کا رجحان ہے۔ اس کی متعدد وجوہات میں مندرجہ ذیل شامل ہیں: (1) سرکاری قیمتوں میں اضافے کا رجحان، خصوصاً پیٹرولیم مصنوعات میں (2) ملکی کرنسی کی قدر میں کمی خاص طور پر سال کی دوسری سہ ماہی کے دوران اور (3) گرانی کی توقعات کی بحالی کے ساتھ ساتھ نومبر 2011ء سے اسٹیٹ بینک سے حکومت کی قرض گیری۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اسٹیٹ بینک کی جانب سے پالیسی ریٹ میں کٹوتی کے بعد قرض گیری کی لاگت میں کمی کے باوجود مجموعی طلب کے جز سرمایہ کاری میں بہتری نہیں آسکی۔ مالی سال 12ء کی پہلی ششماہی کے دوران نئی شعبے کے قرضوں میں صرف 3.5 فیصد کی توسیع ہوئی جبکہ مالی سال 11ء کی پہلی ششماہی میں 8.4 فیصد اضافہ دیکھا گیا تھا۔ زیر جائزہ ششماہی کے دوران معین سرمایہ کاری قرضوں میں 8.5 ارب روپے کی خالص واپسی ہوئی جبکہ گذشتہ برس 8.1 فیصد کا اضافہ ہوا تھا۔ معین سرمایہ کاری قرضوں کی پست طلب کا اہم سبب توانائی کی مسلسل قلت، امن و امان کی خراب صورتحال اور صنعتی شعبے میں موجود اضافی پیداواری گنجائش ہے۔

رپورٹ کے مطابق جاری سرمائے کے قرضوں کی طلب بھی پست رہی کیونکہ مالی سال 12ء کی پہلی ششماہی کے دوران اس میں 99.5 ارب روپے کا اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس 131.3 ارب روپے بڑھے تھے۔ اس کی وجوہات یہ ہیں: (1) کپاس کی قیمتوں میں کمی نے ٹیکسٹائل شعبے میں جاری قرضوں کی ضروریات کو کم کر دیا جبکہ ان کے پاس مالی سال 11ء میں ہونے والا منافع بھی موجود تھا اور (2) شوگر ملیں گذشتہ برس کے ذخیرے کو فروخت نہ کر پائیں اس لیے بھی نئے قرضوں کی موٹی طلب میں کمی ہوئی۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ حکومت کو ٹی سی پی کے ذریعے مداخلت کرتے ہوئے 378,000 ٹن چینی مارکیٹ سے خریدنا پڑی جس سے شوگر ملوں کو بیٹکوں سے لیے گئے قرضے واپس کرنے میں مدد ملی۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ قرضوں کی طلب میں کمی قابل فہم ہے تاہم کمرشل بینکوں سے حکومت کی بھاری مقدار میں قرض گیری سے بھی قابل قرض رقوم کم ہوئیں جنہیں نئی شعبے میں استعمال کیا جاسکتا تھا۔ مالی سال 12ء کی پہلی ششماہی کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ اعانتہ میزانیہ کے لیے حکومت کے قرضے گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں دگنے ہو گئے۔ اگرچہ حکومت نے جو قرضے (391 ارب روپے) لیے تھے ان کے بڑے حصے کو توانائی کے شعبے کی پی ایس ایز کی رقوم کے تصفیے اور خریداری کرنے والی سرکاری ایجنسیوں (جوگرڈشی قرضہ کے نام سے مشہور ہیں) کو ذرائع کی ادائیگیوں کے لیے استعمال کیا گیا تاہم خسارے کی مالکاری کے لیے براہ راست 365 ارب روپے کا قرضہ لیا گیا جو گذشتہ برس حاصل کیے گئے 308.5 ارب روپے سے زیادہ ہے۔

رپورٹ کے مطابق حکومتی قرض گیری کے اجزائے ترکیبی کا گرانی کی مالکاری کی طرف جھکاؤ زیادہ تشویش کا باعث ہے۔ مالی سال 12ء کی دوسری سہ ماہی کے اعداد و شمار سے نشاندہی ہوتی ہے کہ حکومت اسٹیٹ بینک سے خالص قرض گیری کی سہ ماہی حد کو صفر تک رکھنے پر کاربند نہیں رہ سکی۔ اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسٹیٹ بینک سے حکومت کے قرضوں میں نومبر کے بعد سے تیزی آئی ہے اور یہ مالی سال 12ء کی دوسری سہ ماہی میں 219.2 ارب روپے تک پہنچ گئے۔ اسٹیٹ بینک کے قرضوں پر انحصار کا سبب یہ ہے کہ حکومت کو دسمبر 2011ء میں عرصیت مکمل کرنے والے ٹی بلز کے اجراءے ثانی میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اسٹیٹ بینک کی سہ ماہی و سالانہ جائزہ رپورٹوں اور زرری پالیسی بیانات میں اس سے منسلک خطرات کی نشاندہی کی جا چکی ہے۔

رپورٹ کے مطابق مالیاتی سرگرمیوں کے جامع سرکاری اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ مالی سال 12ء کی پہلی ششماہی میں خسارہ جی ڈی پی کے 2.5 فیصد تک رہے گا۔ مالی سال 11ء کی پہلی ششماہی کے مقابلے میں یہ خسارہ کچھ کم ہے۔ اچھی خبر یہ ہے کہ خسارے میں یہ کمی محصولات کی وجہ سے آئی۔ ایف بی آر کی ٹیکس وصولیاں مالی سال 12ء کی پہلی ششماہی کے دوران بڑھ کر 840.1 ارب روپے تک پہنچ گئیں جس سے 27.1 فیصد کی سال بسال نمو ظاہر ہوتی ہے۔ مزید برآں، اسٹیٹ بینک کے 104 ارب روپے کے منافع سے غیر ٹیکس محاصل کو فائدہ پہنچا ہے۔ اس سے قطع نظر یہ ذہن نشین رکھنا ضروری ہے کہ مالی سال 12ء کی پہلی ششماہی کے دوران اس محدود مالیاتی خسارے کی مالکاری گذشتہ مالی سال کی اسی مدت کے مقابلے میں زیادہ دشوار تھی۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، مالکاری کا بوجھ ملکی ذرائع پر پڑا ہے کیونکہ بیرونی ذرائع سے آنے والی مجوزہ رقوم حاصل نہیں ہو سکیں۔ خصوصاً، اتحادی سپورٹ فنڈ اور یورو بانڈ کی وصولیوں کے متعلق غیر یقینی صورتحال برقرار ہے۔

رپورٹ کے مطابق زرمبادلہ رقوم کی آمد میں سست روی نے ملک کے ادائیگیوں کے توازن کے متعلق خدشات کو بڑھا دیا ہے۔ خصوصاً، مالی سال 12ء کی دوسری سہ ماہی کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجموعی بیرونی کھاتے کے خسارے میں ایک ارب ڈالر کا اضافہ ہوا ہے اور یہ پہلی سہ ماہی کے 0.8 ارب ڈالر سے بڑھ کر مالی سال کی پہلی ششماہی میں 1.8 ارب ڈالر تک پہنچ گیا ہے۔ ادائیگیوں کے توازن کے اجزائے ترکیبی سے ظاہر ہوتا ہے کہ جاری کھاتے کا خسارہ بڑھ کر 2.2 ارب ڈالر ہو گیا جبکہ مالی سال 11ء کی پہلی ششماہی میں تقریباً صفر تھا۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ جاری کھاتے کی ایک مثبت پیش رفت کارکنوں کی ترسیلات زر میں اضافہ ہے جو سال کی پہلی ششماہی میں 6.3 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ ان کمزوریوں کے باوجود پاکستان کی تاریخ کے پیش نظر جاری کھاتے کے خسارے کا حجم زیادہ تشویش کا باعث نہیں ہونا چاہیے۔ اصل چیلنج جاری کھاتے کی مالکاری ہے کیونکہ قرضہ اور غیر قرضہ دونوں رقوم کی آمد میں کمی آئی ہے۔

رپورٹ کے مطابق سہ ماہی اعداد و شمار سے نشاندہی ہوتی ہے کہ مالی سال 12ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران مالی سرمایہ کھاتوں دونوں میں 0.4 ارب ڈالر کا خسارہ ہوا، جس سے پتہ چلتا ہے کہ مجموعی بیرونی خسارے کی مالکاری زرمبادلہ کے ذخائر کو استعمال میں لاتے ہوئے کی جائے گی۔ اس لیے اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں مالی سال 12ء کی پہلی ششماہی کے دوران 1.9 ارب ڈالر کمی ہوئی اور یہ 12.9 ارب ڈالر کی سطح پر آگئے۔ ذخائر میں اس کمی کے ساتھ ساتھ پاکستانی روپے کی قدر میں کمی واقع ہوئی اور سال کی پہلی ششماہی کے دوران اس کی قدر 4.4 فیصد تک گر گئی۔ (رپورٹ کا مکمل متن اسٹیٹ بینک کی ویب سائٹ www.sbp.org.pk پر دستیاب ہے۔)